TQ-Lesson 201 Surah Qassass Ayat 22-43 tafseer1

آیت نمبر 22۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّىٓ أَن يَهْدِيَنِى سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ.
ترجمہ۔ (مصر سے نکل کر) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مَدیَن کا رُخ کیا تو اُس نے کہا "اُمید ہے کہ میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا"

اللہ رب العزت فرماتے ہیں اور جب اس نے مدین کی طرف رخ کیا ،کس نے رخ کیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور وہ کہاں سے نکلے؟ مصر سے تو انہوں نے مصر سے نکل کر جب مدین کا رخ کیا تو اس وقت کیا کہا ؟ **قَالَ** دعا کی اللہ تعالیٰ کے آگے اپنے دامن کو پھیلایا **عَسَىٰ رَبِّىٓ** امید ہے کہ رب میرا **أَن يَهْدِيَنِى** کہ وہ مجھے راہ دکھا دے **سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ.** سیدھی راہ یہاں پر اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب قتل خطاء ہو گیا اور اس کی خبر مصر کی گلیوں میں پھیل گئی اور اس کے بعد دربار تک پہنچی اور جب آپ کو پتہ چلا کہ آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں اور ایک خیرخواہ نے آپ کو کہا کہ آپ یہاں سے بھاگ جائیے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام خوف کی حالت میں بھاگتے ہوئے، ٹوہ لگاتے ہوئےمصر کے در و دیوار کو، گھر کو اور اس کی گلیوں کو الوداع کہہ کر چل پڑے کوئی پلاننگ نہیں ہے پہلے سے کچھ پتہ نہیں ہے بس وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے مدین کا رخ کیا **مدین** یہ ملکِ شام کے ایک شہر کا نام ہے جو مدین بن ابراہیم علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے اور اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ مدین کا علاقہ مصر کی حکومت، مصر کی جو سرزمین تھی اس سے خارج تھا۔ فرعون کی حکومت کی سرحد یہاں تک نہیں تھی تو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام 8 دن کا سفر کر کے یہاں پہ پہنچے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ 10 دن کا گویا کہ مسلسل آپ نے سفر کیا آپ تصور کریں کوئی پلاننگ بھی نہیں ہے پتہ بھی نہیں ہے یکدم اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور اس وقت ایک بات بڑی اہم ہے کہ مصیبت کے وقت پریشانی کے وقت اللہ کے آگے رجوع کرتے ہیں اللہ سے دعا کرتے ہیں، اللہ سے مانگتے ہیں، اللہ کو اپنا وکیل بنا لیتے ہیں اور اس سے پھر عمل کا کیا اصول نکلتا ہے کہ اگر ایک پیغمبر بے سرو سامان ہے کوئی زادِ راہ نہیں ہے، کوئی توشہ نہیں ہے، کوئی سامان نہیں ہے کسی راستے کا پتہ نہیں ہے کہاں جانا ہے، کون مجھے خوش آمدید کہے گا کسی بات کا کچھ بھی پتہ نہیں ہے اور اُس وقت پریشانی کی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے ہیں تو یہ دعا ہمیں بھی مانگنی چاہئے بہت سے حالات ایسے ہوتے ہیں زندگی میں کہ پتہ نہیں ہوتا کہ اب کہاں جانا ہے، اور کیا کرنا ہے، کدھر کا سفر کریں، کیا ہمارے لئے زیادہ اچھا ہے تو دعا مانگیں **عَسَىٰ رَبِّىٓ أَن يَهْدِيَنِى سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ** جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مانگی کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا اور آپ دیکھئے کہ **سَوَآءَ** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں برابر ، سیدھا ،نہ دائیں طرف جانا ہے نہ بائیں طرف جانا ہے جس طرف بھی جانا ہے وہ ہونا چاہئے سیدھا راستہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دائیں بائیں مڑ کر ہو لیکن ہو وہ صراط مستقیم **سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ** تو ہو وہ سیدھا راستہ، وہ ٹھیک راستہ ہو اور وہ بالکل صحیح راستہ ہو تو چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کوئی منزل نہیں تھی، آپ کے سامنے منزل کا کچھ تعین نہیں تھا اس لئے آپ نے اللہ پر توکل کیا اور اس بے سر و سامانی کے حال میں اللہ سے یہ دعا کی اور مفسرین کہتے ہیں کہ سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غذا صرف درختوں کے پتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ سب سے پہلا امتحان تھا اور اس کے بعد پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتحانات کی ایک تفصیل شروع ہو جاتی ہے ویسے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی پوری زندگی ہی امتحانات کی زندگی تھی کہ جب دنیا میں آئے تو ہر لڑکا ذبح کیا جا رہا تھا۔ آپ اگر ان کی پوری زندگی پر غور کریں تو خوف کی سی کیفیت نظر آتی ہے خوف پھر امن پھر خوف پھر امن۔ خوف تھا قتل ہونے کا اللہ نے امن کی شکل میں محل کے اندر پہنچا دیا پھر قتل خطاء ہوا پھر خوف ہے کہ کہیں قتل نہ کر دیئے جائیں پھر ان دیکھے راستوں پر چل پڑے

آیت نمبر 23۔ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ ٱلنَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ ٱمْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِى حَتَّىٰ يُصْدِرَ ٱلرِّعَآءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ

ترجمہ۔ اور جب وہ مَدیَن کے کنوئیں پر پہنچا تو اُس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے الگ ایک طرف دو عورتیں اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں حضرت موسیٰ نے اِن عورتوں سے پوچھا "تمہیں کیا پریشانی ہے؟" انہوں نے کہا "ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانور نکال کر نہ لے جائیں، اور ہمارے والد ایک بہت بوڑھے آدمی ہیں"

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ اور جب وہ پہنچے پانی پر مدین کے تو **وَجَدَ عَلَيْهِ** پایا اس پر **أُمَّةً مِّنَ ٱلنَّاسِ** بہت سے لوگوں کو **أُمَّةً** کسے کہتے ہیں جیسے ایک جماعت کچھ لوگ **مِّنَ ٱلنَّاسِ** لوگوں میں سے تو آپ نے وہاں پہ بہت سے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی اور وہ کر کیا رہے تھے ؟ **يَسْقُونَ** پانی پلا رہے تھے آپ نے لوگوں میں سے ایک جماعت کو دیکھا وہ کیا کر رہی تھی **يَسْقُونَ** وہ پانی پلا رہی تھی **وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ** اور پایا **مِن دُونِهِمُ** ان سے ہٹ کر ان سے پرے **ٱمْرَأَتَيْنِ** دو عورتوں کو **تَذُودَانِ** کہ وہ روک رہی ہیں، وہ ہٹا رہی ہیں **قَالَ مَا خَطْبُكُمَا** پوچھا کیا معاملہ ہے تم دونوں کا، تم دونوں کو کیا پریشانی لاحق ہے **قَالَتَا** ان دونوں نے کہا **لَا نَسْقِى** ہم نہیں پلا سکتیں پانی **حَتَّىٰ** جب تک کہ **يُصْدِرَ ٱلرِّعَآءُ** وہ نکال لے نہ جائیں۔ جب تک چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر نہ لے جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں **وَأَبُونَا** اور ہمارا باپ **شَيْخٌ كَبِيرٌ** بوڑھا ہے **كَبِيرٌ** بہت اب آپ دیکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ یا دس دن کی مسافت طے کر کے بھوکے پیاسے نڈھال تھکن سے چور چور ہیں آپ ذرا تصور تو کریں کچھ بھی سامان، کوئی ساتھی، کوئی زادِ راہ، کوئی توشہ ساتھ نہیں ہے اور تھکن سے چور مدین کے علاقے میں جب پہنچے ہیں تو وہاں پہ جا کر کیا دیکھتے ہیں اور پہنچے بھی کہاں پہ ہیں۔ **مَآءَ مَدْيَنَ** مدین کے پانی پر اور **مَآءَ** کہتے ہیں کہ اس سے مراد چشمہ بھی ہو سکتا ہے اور اس سے مراد کنواں بھی ہو سکتا ہے تورات میں کنوئیں کا ذکر آیا ہے اور ویسے پہاڑی چشمے بھی کنوئیں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوتے تو بہرحال پہاڑی چشمہ ہو یا کنواں ہو تو اس کا راستہ بڑا تنگ ہوتا ہے کہ لوگوں کی اس تک رسائی نہ ہو اور ایسی تنگ جگہ پر، کنوئیں کی جگہ پر یا چشمے پر پہاڑی علاقے میں آپ دیکھیں کہ جا کے پانی پلایا جائے اور پانی پیا جائے اور پانی جانوروں کو پلانا ہے یہ کوئی آسان اور سہل کام تو نہیں ہے تو آپ کنوئیں پر یا پانی کے چشمے پر پہنچے ہیں اور جب آپ وہاں پر پہنچے تو دیکھا کہ **وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ ٱلنَّاسِ** کہ لوگوں کی ایک جماعت **يَسْقُونَ** پانی پلا رہی ہے، کچھ لوگ ہیں اور پانی پلا رہے ہیں اب حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھ رہے ہیں کچھ لوگ تو پانی پلا رہے ہیں لیکن وہیں پر کیا ہے؟ **وَجَدَ مِن دُونِهِمُ** آپ نے پایا **دُونِ** کیا ہے ذوی الاضداد میں سے ہے آگے ،پیچھے، اوپر، نیچے ہر جگہ کے لئے یہ استعمال ہوتا ہے موقع کے لحاظ سے مختلف معنی دیتا ہے سوائے کے معنی بھی دیتا ہے تو یہاں پہ کیا ہے؟ **دُونِ** بالکل الگ، بالکل ہٹ کر،الگ ایک طرف آپ نے دیکھا **ٱمْرَأَتَيْنِ** دو عورتوں کو اور وہ عورتیں کیا کر رہی تھیں؟ کیونکہ یہاں پہ تثنیہ کا صیغہ ہے۔ اچھا آپ تثنیہ کو الگ کرتی جائیں اب تثنیہ

آپ کو بہت اچھی طرح یاد ہو چکا ہوگا پیچھے سے آپ نے پڑھنا شروع کیا تھا جب آپ نے بی بی حوا اور حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ پڑھا تھا تو تثنیہ دو کے لئے آتا ہے "**الف نون**"(اَنِ) یا "**ی نون**"**(ینِ)** آتا ہے تو اب یہاں پہ بھی کیا ہے **ٱمْرَأَتَيْنِ** دو عورتیں **تَذُودَانِ** وہ دونوں ہٹا رہیں ہیں **ٱمْرَأَتَيْنِ** میں(**ینِ)** آیا ہے دو کے لئے اور **تَذُودَانِ** میں "(ا نِ)" آیا ہے دو کے لئے۔ تو **یْنِ** یا **اَنِ** آخر میں آتا ہے اور یہ دو کی نشانی ہے اور کہیں کہیں تثنیہ کا نون اضافت کی وجہ سےگر بھی جاتا ہےاور یہاں پہ آپ کو نظر آرہا ہے دو عورتیں اپنے جانوروں کو ہٹا رہی ہیں یہاں پر یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ **تَذُودَانِ** کے کیا معنی ہیں(**ذ و د**) تو اس کے معنی ہوتے ہیں پرے ہٹانا، دفع کرنا، نزدیک نہ آنے دینا، روکے رکھنا اب جب جانوروں کو ہٹا رہی ہیں دو عورتیں تو وہ کیا کر رہی ہیں؟ اپنے جانوروں کو ہانک رہی ہیں، ہٹا رہی ہیں، دفع کر رہی ہیں، پوری کوشش کر رہی ہیں کہ ان کے جو جانور ہیں وہ دور ہو جائیں اور دوسری بات جو آپ نے یاد رکھنی ہے وہ کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خودغرض نہیں ہیں آپ ان کے کردار کو اور ان کی جو پیغمبرانہ خصوصیات ہیں اور اوصاف ہیں ان کا مشاہدہ کریں آپ پیچھے دیکھیں کہ گلی میں نکلے ہیں اور دو لوگوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ہے تو یہ نہیں کہ آگے گزر جائیں اب وہاں پہ بھی لڑائی کو سمیٹنا چاہتے ہیں اور جو آپ کو پتہ چلتا ہے کہ یہ ظلم کر رہا ہے اس کو ایک گھونسہ بھی لگا دیتے ہیں اور وہ مر جاتا ہے کیوں ؟ اس لئے کہ آپ خودغرض نہیں تھے صرف اپنے لئے جینے والے نہیں تھے بلکہ دوسروں کے لئے جینے والے اور دوسروں کی مدد کرنے والے تھے اور یہ نہیں کہ جس راستے سے آپ جا رہے ہیں کانٹوں کی جھاڑی پڑی ہوئی ہے، کوئی پتھر پڑا ہے کسی کو مصیبت میں بھی دیکھیں تو لوگ گزر جاتے ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نہیں ہیں ایک دن قتل خطاء ہو چکا ہے اتنا بڑا آپ سے جرم ہو چکا ہے، گناہ ہو گیا ہے، اللہ سے معافی مانگی توبہ کی ہے وعدہ کیا ہے اگلے دن پھر گئے ہیں پھر دو لوگوں کو لڑتے دیکھا ہے پھر انُکو چھڑانا چاہتے ہیں اور اس کے بعد لوگوں کی مدد کرنے کی ہی سزا ملی کہ گھر چھوڑنا پڑا گو کہ اس میں اللہ کی حکمت اور کوئی خیر تھی لیکن آپ کو تو وقتی طور پر گھر چھوڑنا پڑا لوگوں کی مدد کرنے کے نتیجے میں پھر کیا ہوا؟ آئے ہیں لمبے سفر سے تھکے ہارے اب پھر لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ کچھ پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتیں اپنے جانوروں کو لے کر ایک طرف کھڑی ہیں آپ ذرا تصور میں بھی لائیں اس بات کو پھر یہ نہیں ہے کہ کتنے تھکےہوئے ہیں ("تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو)کہ سائیڈ پر چھپ کر کے تھوڑی دیر بیٹھے رہیں۔ نہیں۔کیا کرتے ہیں۔ **قَالَ مَا خَطْبُكُمَا** پوچھتے ہیں تم دونوں کا کیا معاملہ ہے اور (**خ ط ب**) کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ **خَطْبُ** کسی امرِعظیم اور اہم کام کے لئے آتا ہے کہ تم دونوں کو کیا پریشانی ہے، تم دونوں کا کیا معاملہ ہے ،تم دونوں کا کیا حال ہے گویا کہ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ تم دونوں کو کیا مشکل پیش آئی ہے کہ تم دونوں ایک طرف کھڑی ہو اپنے جانوروں کو روک رہی ہو **تَذُودَانِ** ہٹا رہی ہو باقی لوگ تو پانی پلاتے جا رہے ہیں تم لوگوں پر کیا مصیبت پڑی **قَالَتَا**اب ان دونوں نے کہا (اب یہاں پر کیا چیز آپ کو نظر نہیں آرہی - "نون" کونسا نون نظر نہیں آرہا تثنیہ کا نون نظر نہیں آرہا) **قَالَتَا** ان دونوں نے کہا اصل میں **قَالَتَانِ** تھا نون گر چکا ہے ان دونوں نے کہا **لَا نَسْقِى** ہم نہیں پانی پلاتیں، ہم نہیں پانی پلا سکتیں **حَتَّىٰ** شرط ہے، مشروط ہے جب تک۔ کب تک؟ **يُصْدِرَ ٱلرِّعَآءُ** یہ دونوں لفظ بہت اہم ہیں **يُصْدِرَ (ص د ر)** اس کا مادہ ہے اور اس کے معنی کیا ہیں صدر سینے کے لئے آتا ہے جیسے **رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي** اس کی جمع صدور ہوتی ہے اسی طرح ہر چیز کا جو اعلی حصہ ہوتا ہے، جو افضل حصہ ہوتا ہے ،کسی چیز کا جو نمایاں حصہ ہوتا ہے اس کو بھی صدر کہتے ہیں جیسے کسی ملک کا صدر مقام کون سا ہے؟ اس ملک کا جو نمایاں حصہ ہے صدر مملکت جو ملک کے اندر بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اسی طرح صدر مجلس، صدر الکتاب، صدر الکلام یہ مختلف عربی میں الفاظ

استعمال کیے جاتے ہیں لیکن یہاں پر یہ جو لفظ ہے **حَتَّىٰ يُصْدِرَ** اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک پھیر کر نہ لے جائیں، جب تک واپس نہ لے جائیں۔ **صدرَ** کس معنی میں استعمال ہوا ہے ؟ واپسی کے معنی میں کہ جب تک چرواہے پانی پلا کر فارغ ہو کر واپس نہ چلے جائیں۔ تو **صَدْرَ** کو سمجھنے کے لئے آپ اس کی ضد بھی دیکھ سکتی ہیں اس کی ضد کیا ہوتی ہے **وَرَدَ** اور **وَرَدَ** آپ نے ابھی یہیں تو پڑھا ہے **وَلَمَّا وَرَدَ** اور جب وہ پہنچا۔ (سورت القصص ہے آیت نمبر 23 ہے) یہی آیت جو ابھی ہم پڑھ رہے ہیں اس کے بالکل شروع میں **وَلَمَّا وَرَدَ** اب یہ بھی تو ہوسکتا تھا **وَلَمَّا** جاء، **وَلَمَّا** دخلَ، تو **وَرَدَ** ہی کیوں آیا اس لئے کہ **وَرَدَ** کے معنی ہیں کسی شخص کا پانی پینے کے لئے پانی کی تلاش میں کنوئیں یا گھاٹ پر آ پہنچنا حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ دس دن کے سفر سے جب آئے تھے تو بھوکے ، پیاسے تھے کچھ بھی کھانے کا پاس نہیں تھ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھوکے پیاسے تھے، پیاس کی حالت میں **وَرَدَ** اور **صدر** اس کی ضد ہے اس کا معنی کیا ہوتا ہے پانی لے کر یا پانی پی کر یا سیراب ہو کر واپس چلے جانا اچھا یہ سورت تو آپ کو حفظ ہے **يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ** (6۔ سورت الزلزال) وہاں پر بھی معنی کیا ہیں کہ اُس دن لوگ کیا کریں گے **يَصْدُرُ النَّاسُ** آئیں گے ،وہ لوٹیں گے لوگ **أَشْتَاتًا** گروہ در گروہ مختلف گروہوں میں **شَتًّا** گروہ در گروہ وہ لوٹیں گے کہاں ؟ اللہ کے پاس جائیں گے تاکہ اُن کے اعمال دکھائیں جائیں تو **(ص د ر)** اس کے معنی کیا ہیں گویا کے لوٹنا (اچھا میں اکثر درمیان میں بولتی ہوں یہ اس کا مصدر ہے میں نے پچھلی دفعہ آپ کو بتایا بھی تھا مصدر کیسے کہتے ہیں؟ مصدر ہوتا کیا ہے؟ اسم ہوتا ہے یا فعل ؟ایک بات یاد رکھنی ہے کہ مصدر اسم ہوتا ہے اور مصدر جیسے منبع جیسے میں نے آپ کو کہا کہ صدرمقام کسی چیز کا، کسی جگہ کا تو مصدر منبع ہے وہ جگہ جہاں سے پانی پھوٹ رہا ہے۔ جہاں سے چشمے پھوٹتے ہیں اس کو منبع کہتے ہیں تو اسی طرح مصدر جہاں سے تمام افعال ،اسماء، صفات نکلتی ہیں۔ آپ اس کی تعریف یاد رکھیں تو مصدر کے اصل معنی کیا ہیں پانی سے سیر ہو کر واپس لوٹنا تو اصل جو اسم ہے اس سے بہت سی چیزیں نکل رہی ہیں اور جیسے میں نے بتایا تھا اردو میں پہچان ہے پینا اور آج کے سبق میں بھی بہت سے مصدر آپ پڑھیں گی اور میں آپ کو بتاؤں گی یہ مصدر ہے مگر اس وقت ہمارا موضوع مصدر تو نہیں ہے لیکن مصدر وہ اسم ہے جس سے تمام افعال جیسے ماضی کا ہے، مستقبل کا ہے جتنے بھی افعال ہیں صفات ہیں وہ اس سے نکلتی ہیں) تو یہاں پہ آپ نے یاد رکھنا ہے ایک ہے **وَرَدَ** دوسرا ہے **صَدَرَ** اب وہ لڑکیاں یا عورتیں کیا کہتی ہیں **حَتَّىٰ يُصْدِرَ ٱلرِّعَآءُ** کہ جب تک پانی پلا کر واپس نہ چلے جائیں اور یہاں پہ **ٱلرِّعَآءُ** کی جمع ہے **رعا** اور یہ اسم فاعل ہے اور اس کا مادہ ہے **(ر ع ی)** اور کون ہوتے ہیں چرواہے، بکریاں چرانے والے، جانوروں کو چرانے والے اب جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لڑکیوں سے پوچھتے ہیں ان عورتوں سے جو **ٱمْرَأَتَيْنِ** ہیں دو عورتیں ان سے پوچھتے ہیں تمہاری کیا مشکل ہے باقی تو پانی پلا پلا کر جا رہے ہیں تم کیوں ایک طرف کھڑی ہو کیونکہ وہ اپنے جانوروں کو **تَذُودَانِ** ہٹا رہی تھیں تو وہ کہتی ہیں کہ ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم جانوروں کو پانی پلا ہی نہیں سکتیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانور لے نہ جائیں۔ **وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ** اور ہمارے والد ایک بہت بڑی عمر کے آدمی ہیں اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ان کے گھر میں اور کوئی بھائی یا مرد نہیں تھا اور والد بوڑھے تھے اس لئے وہ یہ کہتی ہیں کہ ہم بکریوں کو، جانوروں کو پانی پلانے کا جو کام کرتی ہیں، جو یہ خدمت سر انجام دیتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے گھر میں کوئی اور خدمت کرنے والا ہے نہیں، یا یہ کام کرنے والا ہے نہیں دوسری یہ بات پتہ چلتی ہے کہ وہ اپنی بکریوں کو اس لئے ہٹا رہی تھی **تَذُودَانِ** کہ وہ مردوں کے اندر گھلنا ملنا نہیں چاہتی تھیں، ان کے اندر گھسنا نہیں چاہتی تھیں، وہ مردوں کی بھیڑ کے اندر نہیں جانا چاہتی تھیں تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ان کے ہاں بھی مردوں اور عورتوں کا دائرہ کار الگ الگ تھا تیسری یہ بات پتہ چلتی

ہے کہ یہ مردوں ہی کا کام تھا کہ باہر کے کام کریں لیکن اگر کوئی مجبوری ہو اگر کوئی مرد وہ کام سر انجام دینے والا نہ ہو کسی گھر میں تو اس زمانے میں بھی کیا تھا کہ عورتیں مجبوری کی وجہ سے وہ خدمت سر انجام دے سکتی تھیں یہ نہیں کہ مردوں کے شانہ بہ شانہ جانے کے لئے، یہ نہیں کہ شوقیہ ہم نے مردوں والے کام کرنا ہے۔ جیسے کہ آج کے دور کی عورت کہتی ہے اور امت محمدی ﷺ ہمارے ہاں بھی یہی ہے کہ مردوں کا کام ہے کمانا عورتوں کا کام ہے گھر کی ملکہ بن کر اس کو خرچ کرنا لیکن اگر مجبوری ہے، ضرورت ہے تو پھر باہر نکلا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بعض صحابیات تجارت بھی کرتی تھیں تو بہرحال تیسری بات کیا پتہ چلی کہ ان کو پورا پتہ تھا کہ مردوں کے اندر گھلنا ملنا نہیں ہے اور وہ پوری احتیاط کے ساتھ، رکھ رکھاؤ کے ساتھ، حتی الامکان مردوں سے الگ تھلگ کھڑی ہوئی تھیں آپ سوچ لیں کہ کتنی باحیا تھیں معاشرتی تصور ان کے سامنے کیا تھا تو اس لئے انہوں نے کہا کہ ہم مردوں کے ساتھ گھل مل نہیں رہیں اور ہمارے والد بوڑھے ہیں اب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہیں گیا آپ سوچیں کیسا کردار ہے کتنا اللہ نے ان کو حکمت اور علم سے نوازا ہے آپ پیچھے یہ بات پڑھ چکی ہیں **وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (14- سورت القصص)** اللہ تعالی نے ان کو جوانی کا بھی بڑا زور دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان کو حکمت، دانائی ،علم یہ ساری چیزیں بھی عطا کیں تھیں تو اس لئے اب حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کمزور عورتیں ہیں ان کی مدد کرتے ہیں اور یہی ہے مردوں کی مردانگی ہمارے معاشرے میں بھی آج بہت سی عورتیں ہیں ضعیف ہیں کمزور ہیں باہر نکلی ہوئی ہیں مرد بھی پاس ہوتے ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا کرتے ہیں

آیت نمبر 24- فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰٓ إِلَى ٱلظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّى لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ
ترجمہ۔ یہ سن کو حضرت موسیٰ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا، پھر ایک سائے کی جگہ جا بیٹھا اور بولا "پروردگار، جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں"

فَسَقَىٰ لَهُمَا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی پلا دیا ان دونوں کے لئے تو کس کو پانی پلایا؟۔ دونوں کے جانوروں کو پھر کیا ہوا **ثُمَّ تَوَلَّىٰٓ إِلَى ٱلظِّلِّ** پھر وہ ایک سائے کی جگہ جا بیٹھا اب آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان دونوں عورتوں کے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد پھر جا کر بیٹھ گئے اب یہ نہیں کیا کہ وہاں پر ان لڑکیوں سے، ان عورتوں سے کہا کہ پیسے دے دو پانی پلایا ہے بھوکا پیاسا ہوں، کھانا بھی نہیں ہے، کوئی چیز بھی نہیں ہے مجھے کچھ اجرت دو، کچھ معاوضہ دو یا ان سے کچھ چاہا ہو تو ہمارے ہاں تو عورت کے پاس آیا بھی اس وقت جاتا ہے جب کچھ اور ہی مطلب ہوتا ہے اب یہاں پر دیکھیں کہ پانی پلا کر **ثُمَّ تَوَلَّىٰٓ إِلَى ٱلظِّلِّ** پھر ایک سائے کی طرف جا کر اس میں اپنا رخ موڑ لیا، اس میں جا کر بیٹھ گئے اور کہتے ہیں کہ یہ سایہ تھا کیکر کے درخت کا بہرحال درخت کوئی بھی ہو لیکن یہ کہ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے سائے میں بیٹھتے ہیں **فَقَالَ** پس کہا **رَبِّ إِنِّى لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ** اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے اب آپ دیکھیں کہ کوئی ان کا ساتھی نہیں ہے، کوئی ان کا مددگار نہیں ہے آپ چاہتے تو یہاں پر لڑکیوں سے پیسوں کا مطالبہ کر سکتے تھے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام بغیر کسی مطالبے کے اللہ تعالیٰ کے آگے اپنے دامن کو پھیلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اور دعا بھی کیسے مانگتے ہیں کہ اے میرے رب میں نے تجھ سے مانگا اور منزل کا رخ کیا اور تُو نے مجھے **سَوَاءَ السَّبِيلِ** دکھا دی میں مدین پہنچا اب جب کہ تُو نے مجھے **سَوَاءَ السَّبِيلِ** دکھا دی ہے اب اس مرحلے پر بھی میری مدد کر **رَبِّ** اے میرے

رب یہاں " ی" گر چکا ہے اے میرے رب **إِنِّی لِمَآ** (مَا)جو، اب اللہ پہ چھوڑ دیا جو **أَنزَلْتَ** تُو نازل کر دے، تُو اتار دے، تُو دے دے **إِلَیَّ** طرف میری، تُو جو کچھ بھی میری طرف اتار دے **مِنْ خَیْرٍ** خیر میں سے **فَقِیرٌ** محتاج ہوں آپ دیکھیں بڑے خوبصورت الفاظ ہیں بڑا اختصار(مختصر) ہے، بڑی بلاغت ہے اور بڑی جامعیت ہے بڑے مختصر الفاظ ہیں۔ جب انسان دکھی ہوتا ہے، تکلیف میں ہوتا ہے، پریشانی میں ہوتا ہے الفاظ نہیں ہوتے انسان کے پاس بس اپنا مدعا بیان کرتا ہے مختصر سے الفاظ میں آپ نے پیچھے بھی دعا پڑھی تھی **غُفْرَانِکْ** بخشش اب کوئی تفصیل نہیں ہے کیسی بخشش اور یہاں پر بھی کیا ہے کہ نازل کر دے **خَیْرٍ فَقِیرٌ** بس فقیر ہوں۔ جو بھی تو میری طرف اچھائی یا اچھی چیز کو نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں اَب آپ دیکھیں کہ یہاں پہ خیر کا لفظ استعمال ہوا ہے کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سات آٹھ دن سے کوئی غذا نہیں چکھی تھی درخت کے سائے میں بیٹھے ہیں دعا مانگی ہے تو خیر کے اندر بہت سے معانی پائے جاتے ہیں کچھ مفسرین کا یہ خیال ہے کہ آپ نے جو خیر کہا تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے مال مانگا کچھ کہتے ہیں کہ آپ نے قوت مانگی طاقت کچھ کہتے ہیں کہ آپ نے کھانا مانگا اور کچھ کہتے ہیں کہ آپ نے گھر مانگا کچھ کہتے ہیں نوکری مانگی، مزدوری کہ کروں کیا جاؤں کہاں تو گویا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے **خَیْرٍ فَقِیرٌ** جو کہا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ خیر کا لفظ بڑا جامع لفظ ہے اور یہ لفظ کھانے پر ،امور خیر پر عبادات کے لئے بھی آتا ہے **فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ** (148۔ سورت البقرہ) قوت اور طاقت پر اور مال پر اب آپ دیکھیں مثلاً **اِن تَرَكَ خَیْرًا الْوَصِیَّةُ** (180۔ سورت البقرہ) تو مال کے معنی میں آتا ہے کہ جو مال تم چھوڑو اس کی وصیت کرو ۔ کبھی قوت کے معنی میں آتا ہے، **أَهُمْ خَیْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ** (37۔ سورت الدخان) ، اسی طرح **فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ** تو خیر کا لفظ قرآن مجید میں بہت سے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہاں پہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا کی ہے اللہ تعالی سے درخواست کی ہے اور قرآن کیا بتاتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کی یہ دعا قبول کر لی اور بے نیازی دیکھیں آپ بھی اپنا جائزہ لیں میں بھی اپنا جائزہ لوں کبھی انسان ضرورت مند ہو، پریشانی میں ہو، مشکل میں ہو اور کوئی راستے میں مفلس پریشان حال نظر بھی آئے تو کہتے ہیں جا جا میں خود مصیبت میں ہوں تیری کیا مدد کروں اور(حضرت موسیٰ علیہ السلام) تھکے ہارے اپنی تھکن کو بھول کر پانی پلاتے ہیں ان کے جانوروں کو پھر مانگتے بھی کچھ نہیں ہیں کبھی آپ بہت تھکی ہوئی ہوں آپ نے خوب گھر کا کام کیا ہے صفائیاں کی ہیں اوون صاف کیا ہے اور المونیم بھی لگا دیا، پلاسٹک چڑھا دی اوپر سے گندا نہیں ہونا چاہئے جو بھی آپ کر سکتی تھیں چادریں تبدیل کیں، کھانا پکایا بچوں کو دیکھا، کپڑے دھوئے سب کچھ اب اچانک مہمان آ جائیں آپ کے گھر آج آپ کا کچھ نہیں ارادہ پکانے کا اب آپ کا موڈ کیسا ہوگا کبھی شوہر کو بولیں گی، کبھی مہمانوں کو بولیں گی ،کبھی اپنے آپ کو کوسیں گی کبھی بچوں کو کیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ اپنا جائزہ لیں اس بات پر انتہائی تھکے ہوئے ہیں عید کا موقعہ آپ لے لیں عرفہ کے دن کا آپ نے روزہ رکھا ہے عید کی بھی تیاری، بچوں کے کپڑے بھی دیکھنے ہیں اچانک مہمان بھی آنا چاہ رہے ہیں بھلے نہ بھی آئیں تو بھی گھر میں کچھ پکانا ہے اور پھر شام ہوتے ہوتے اور دعائیں بھی بہت سی مانگنا چاہتی ہیں، عبادت بھی کرنا چاہتی ہیں تو موڈ کیسا ہو جاتا ہے تو بعض اوقات کیا ہوتا ہے ہمارا موڈ بڑا خراب ہوتا ہے فرائض بھی ادا نہیں کرنا چاہتے تو دوسروں کی کیا مدد کریں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام مدد کرتے ہیں اور پھر دوسری بات یہ کہ ان سے کچھ نہیں چاہتے بے غرض ،بے نیاز ،بے لوث مدد کرتے ہیں کاش کہ یہ طریقہ مجھے اور آپ کو بھی آ جائے کاش کہ میری اور آپ کی بھی یہ عادت بن جائے جو پیغمبروں کی صفت ہے پھر تیسرا کام کیا کرتے ہیں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کی طرف سے رخ موڑ لیتے

ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر لی ہے ادھر دعا مانگی ہے ادھر قبول ہوئی ہے اور ہوا کیا ہے

آیت نمبر 25۔ فَجَآءَتْهُ إِحْدَىٰهُمَا تَمْشِى عَلَى ٱسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِى يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهُۥ وَقَصَّ عَلَيْهِ ٱلْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ

ترجمہ۔ (کچھ دیر نہ گزری تھی کہ) ان دونوں عورتوں میں سے ایک شرم و حیا سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور کہنے لگی "میرے والد آپ کو بُلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی جو پلایا ہے اس کا اجر آپ کو دیں" حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس کے پاس پہنچا اور اپنا سارا قصہ اسے سُنایا تو اس نے کہا "کچھ خوف نہ کرو، اب تم ظالموں سے بچ نکلے ہو"

فَجَآءَتْهُ پھر آئی اس کے پاس اگر **جاءَ** ہوتا تو مرد آیا لیکن **فَجَآءَتْهُ** عورت آئی، پھر آئی اس کے پاس "ہ" کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہے **إِحْدَىٰهُمَا** ان دونوں میں سے ایک اب یہ نہیں پتہ چھوٹی آئی کہ بڑی اب اس لئے آپ بھی پریشان نہ ہوں کہ کونسی آئی تھی تو کیا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک آئی **تَمْشِى** چلتی ہوئی مشی، یمشی عام رفتار سے چلنا، چلتی ہوئی آئی **ٱسْتِحْيَآءٍ** کے پہلے **عَلَى** حرف جر آیا ہے اور **ٱسْتِحْيَآءٍ** یہ بابِ استفعال سے ہے اور یہاں پہ **ٱسْتِحْيَآءٍ** مصدر ہے شرم مانگنا تو اب کیا ہے کہ گویا کہ وہ چلتی ہوئی آئی اور چلنے میں شرم مانگتی ہوئی آئی ایک تو ہے کہ زبان سے ہم کہہ رہے ہیں کہ مجھے شرم آ رہی ہے لیکن اس کی چال یہ بتا رہی تھی کہ وہ شرما کر چل رہی تھی یہ بڑی خاص بات ہے چال میں بھی شرم اور حیاء ہوتی ہے اور کچھ چالیں ے حیائی کی چالیں ہوتی ہیں، لباس بے حیائی کے ہوتے ہیں، گفتگو بے حیائی کی ہوتی ہے، نگاہیں بے حیائی کی ہوتی ہیں، دوستیاں بے حیائی کی ہوتی ہیں۔ بہت سے چیزیں ہوتی ہیں جو عیاری، بے حیائی، بیباکی کو ظاہر کرتی ہیں پیچھے بھی آپ نے پڑھا تھا ۔۔۔ **يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا** (63۔ سورت الفرقان) مومن لوگوں کی چال کیسی ہوتی ہے؟ متقی لوگوں کی چال نرم ہوتی ہے اب یہاں پر یہ ہے کہ حیاء بھی ہونی چاہئے نرمی کے ساتھ ساتھ اور اسی لئے تو آپ نے سورت النور میں یہ بات پڑھی تھی کہ وہ عورتیں جب چلتی ہیں تو کیسے چلتی ہیں ایک تو یہ ہے کہ۔ **(اَلْمُؤْمِنُ هَيِّنٌ لَيِّنٌ)** کہ مومن نرم مزاج ہوتا ہے نرم خو ہوتا ہے سورت النور میں آپ نے کیا پڑھا تھا کہ نگاہیں ان کی نیچی ہوتی ہیں اور وہ زمین پر پاؤں مارتی ہوئی نہیں چلا کرتیں کیونکہ جب پاؤں زمین پر زور زور سے مار کر چلیں گے تو پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ بھی ایک بے حیائی کی چال ہے کہ زیور کی جھنکار سنائی دے یا جوتی کی ٹک ٹک سنائی دے تو اللہ تعالی نے سورت النور میں یہ بات بتا دی کہ جو مومن عورتیں ہیں وہ اپنی چال کی بھی حفاظت کرتی ہیں اللہ رب العزت نے اعلان کر دیا اس بات کو بتا دیا کیسے۔ **وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ** (31۔ سورت النور) اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے ۔ وہ عورتیں جو تھیں وہ شرم و حیاء والی تھیں اس زمانے میں مردوں میں گھلنے ملنے کا بھی رواج نہیں تھا ان کی معاشرت الگ تھی اور دوسرا یہ کہ وہ چال میں بھی اس بات کا خیال رکھتی ہوئی آئی حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں، **قَالَتْ** وہ بولی۔ **إِنَّ أَبِى يَدْعُوكَ** کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں میں نہیں بلا رہی کون بلا رہے ہیں؟ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں **لِيَجْزِيَكَ** کا تاکہ وہ آپ کو بدلہ دیں **(كَ)** کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ اگر کوئی عورت ہوتی تو کیا ضمیر آتی" **كِ** "جیسے جزاکَ اللہ مرد کے لئے آتا ہے تو کس چیز کا بدلہ دینا ہے؟ **أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا** وہ جو آپ نے پانی پلایا ہمارے لئے اس کا اجر تو اب آپ دیکھ لیں کہ باپ کے پاس جب

بیٹیاں گھر گئیں اپنے جانوروں کو لے کر تو مفسرین کہتے ہیں کہ وہ جلدی چلی گئیں معمول یہ تھا کہ ان کو پانی پلاتے پلاتے بڑی دیر ہو جاتی تھی کیونکہ وہ انتظار کرتی تھیں کہ چرواہے پانی پلا کر چلے جائیں جب وہ پانی پلا کر چلے جاتے تھے پھر یا تو ان کا بچا کچا پانی پلاتی تھیں یا پھر بعد میں (مخلوط نہیں ہونا چاہتی تھیں) وہ پانی نکالتیں پھر پانی پلاتیں اور پھر واپس گھر جاتیں تو آج یہ پانی پلا کر جلدی گھر آگئیں اور اب جب والد نے پوچھا کہ آپ جلدی کیوں آگئیں تو انہوں نے بتایا کہ اس طرح وہاں پہ ایک مرد تھا اور اس نے ہمارے جانوروں کو پانی پلا دیا اور کہتے ہیں کہ انہوں نے پوری بات بھی بتائی کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ جب انہوں نے پانی پلایا تو وہ جو کنواں تھا یا چشمہ تھا اس کے اوپر بہت بھاری پتھر رکھا ہوا ہوتا تھا بعض کہتے ہیں دس لوگ مل کر اٹھاتے تھے بعض کہتے ہیں دو لوگ مل کر پتھر اٹھاتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے ہی آگے بڑھے اور اس پتھر کو ہٹایا اور پانی پلایا بعض کہتے ہیں کہ جیسے کنویں کے اندر ڈول یابالٹی ڈال کر پانی نکالنا اتنا آسان نہیں ہوتا بہت مشکل ہوتا ہے(آپ نے کبھی کنوئیں دیکھے ہیں پانی اس میں سے نکلتے ہوئے۔ ماشاءاللہ ہماری بزرگ بڑی خالہ جان بیٹھی ہیں جو کہہ رہی ہے پانی بھی نکالا تو آپ دیکھیں ہماری کشمیر سے تعلق رکھنے والی آپا بیٹھی ہیں وہ بتا رہیں ہیں کہ انہوں نے بھی پانی نکالا تو کشمیری علاقے، پہاڑی علاقے اور کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ ٹیوب ویل اور کنوئیں ان سے پانی نکالا جاتا تھا اور بعض اوقات جو ڈول اندر جاتا ہے یا بالٹی ہوتی ہے اگر بالٹی کا حجم بڑا ہو تو اتنی آسانی سے اس کو بھرا ہوا باہر نہیں نکالا جا سکتا کچھ لوگ مل کر نکالتے ہیں تو کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے ہی اس کو کھینچا نکالا اور پانی دیا۔ **ٱلرِّعَآءُ** باقی چرواہے جہاں پہ تھے وہ (حضرت موسیٰ)بھی اندر وہاں پہ گئے گھسے (لوگوں کے اندر) ان عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا اورایک طرف چلے گئے اب وہ لڑکیاں بڑی متاثر بھی ہوئیں کہ یہ اجنبی شخص جس نے کچھ مانگا بھی نہیں کچھ پیسے بھی نہیں کچھ بھی نہیں اور پانی پلا دیا دوسری بات کیا ہے کہ **فَلَمَّا جَآءَهُۥ** پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے کس کے پاس پہنچے ؟ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس **وَقَصَّ عَلَيْهِ ٱلْقَصَصَ** پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنایا ان کو اپنا سارا قصہ اب **وَقَصَّ عَلَيْهِ** کیا معنی ہیں انہوں نے بیان کیا **عَلَيْهِ** شعیب علیہ السلام پر کیا **ٱلْقَصَصَ** پوری اپنی کہانی کہ کیسے کیسے ہمارے حالات تھے اور ان حالات سے گزرتے ہوئےمیں یہاں تک پہنچا ہوں کیوں میں نے اپنا ملک چھوڑا ہے مسافر ،اجنبی، بھوکا، پیاسا اب ساری داستان سنائی ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی داستان سن کر کہتے ہیں **قَالَ لَا تَخَفْ** کہا کہ تو خوف نہ کر **نَجَوْتَ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ** ظالم لوگوں سے آپ نے نجات حاصل کر لی تو **نَجَوْتَ** کا مصدر کیا ہے نجاتٌ تو یہاں پہ **نَجَوْتَ** یہ فعل ہے کہ آپ بچ گئے ہیں، آپ نے نجات حاصل کر لی ہے ظالم قوم سے اب اس کے کیا معنی ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کیا دعا کی تھی **رَبِّ نَجِّنِى مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ** کہا اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات دے دے آپ دیکھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے تعلق کتنا خوبصورت ہے آیت نمبر 21 میں جب آپ نکلے ہیں شہر سے ، مصر کے ملک سے اور بھانپتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جا رہے ہیں لوگوں سے نہیں مدد مانگ رہے شہزادگی کی زندگی بسر کرتے ہوئے وہاں سے بھاگے ہیں لیکن اللہ سے رجوع قدم قدم پر ہے اللہ کی طرف لپکتے ہیں قدم قدم پر اللہ کا سہارا، اللہ کو وکیل بنا رہے ہیں بڑا خوبصورت ہے آپ کا کردار وہ جو دعا مانگی تھی **رَبِّ نَجِّنِى مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ** حضرت شعیب علیہ السلام کہتے ہیں **نَجَوْتَ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ** اب آپ فکر نہ کریں جو ظالم قوم ہے اس سے آپ کو نجات مل گئی ہے اور دوسری بات کیا ہے

آیت نمبر 26۔ قَالَتْ إِحْدَىٰهُمَا يَٰٓأَبَتِ ٱسْتَـْٔجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ ٱسْتَـْٔجَرْتَ ٱلْقَوِىُّ ٱلْأَمِينُ
ترجمہ۔ ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے اپنے باپ سے کہا "ابّا جان، اس شخص کو نوکر رکھ لیجیے، بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبُوط اور امانت دار ہو"

قَالَتْ وہ بولی یعنی کون بولی؟ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی بولی **إِحْدَىٰهُمَا** ان دونوں میں سے ایک بولی **يَٰٓأَبَتِ** اے اباجان **ٱسْتَـْٔجِرْهُ** کہ آپ اس کو نوکر رکھ لیجیے اجرت پر، ملازمت پر، اس کو رکھ لیجیے **إِنَّ خَيْرَ** بے شک بہترین **مَنِ ٱسْتَـْٔجَرْتَ** جس کو آپ اجرت پر رکھیں اس میں سے بہترین کون ہو سکتا ہے؟ **ٱلْقَوِىُّ ٱلْأَمِينُ** وہ شخص جو قوی بھی ہو اور امین بھی ہو اب آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں یہ سفارش حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کرتی ہے اور یہ سفارش وہ کیوں کرتی ہے اس لئے کہ جب وہ پانی پلانے کے لئے کھڑی تھیں تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ وہ قوی بھی ہیں اور امین بھی ہیں اور یہاں پہ کیا آتا ہے **إِحْدَىٰهُمَا** ان دونوں میں سے ایک نے اپنے باپ سے کہا اب یہ نہیں پتہ کہ ہو سکتا ہے ایک بلا کر لائی ہے اور دوسری نے یہ سفارش کی ہے ہو سکتا ہے جو بلا کر لائی ہے اسی نے سفارش کی ہے قرآن اس کی صراحت اور وضاحت نہیں کرتا لیکن یہ بات طےشدہ ہے کہ وہاں پہ دونوں اپنے جانوروں کو لے کر کھڑی تھیں کیونکہ تثنیہ کا صیغہ آپ نے پڑھا ہے **امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ** اور قالتا دونوں وہاں پہ تھیں اب اپنے باپ کو مشورہ بھی دیتیں ہیں لڑکیاں یا عورتیں بہترین مشیر بھی ہوتی ہیں ان کا ایک مشاہدہ ہوتا ہے اور موقع کی مناسبت سے وہ بیوی ہے تو اپنے شوہر کو، بیٹیاں ہیں تو اپنے والد کو ،بہنیں ہیں تو اپنے بھائی کو دوستیں ہیں تو اپنی دوستوں کو، یا جس بھی کردار میں ہیں وہ مشورہ دے سکتی ہیں اور انہوں نے یہ مشورہ دیا کیوں؟ اس لئے انہوں نے مشورہ دیا کہ انہیں پتہ تھا کہ میرے والد محترم بوڑھے آدمی ہیں ہم عورتیں ہیں اور یہ کہ ان کے والد محترم کو کسی موزوں آدمی کی تلاش ہے مفسرین کیا کہتے ہیں کہ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ان کے والد پہلے ہی تلاش کر رہے تھے کہ کوئی ملازم مل جائے جسے نوکری پر رکھ لیا جائے تو اب بہترین ملازم کون ہو سکتا ہے جس کے اندر یہ دو صفات پائی جائیں **ٱلْقَوِىُّ ٱلْأَمِينُ** جو قوی بھی ہو اور اس کے بعد وہ امین بھی ہو اب آپ دیکھیں کہ قوی کا مطلب کیا ہے جسمانی صحت اور قوت کا جہاں تک تعلق ہے اِس کے لحاظ سے قوی ہونا اور ذہنی لحاظ سے بھی قوی ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ بات بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا دیا تھا اللہ رب العزت کہتے ہیں **وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا**(14۔ سورت القصص) اللہ تعالی نے ان کو خوب نوازا تھا بھرپور جوانی اور اس کے علاوہ علمی صلاحیتیں، ذہنی صلاحیتیں اور حکمت سارا کچھ اللہ تعالی نے ان کو عطا کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمیں کیا پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے تھے جیسے رسول اللہ ﷺ کی **حدیث** سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے **مفہوم حدیث۔** رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھا وہ لمبے قد کے گھنگریالے بالوں والے تھے . تو ان کا بہت لمبا قد تھا اسی طرح ایک اور ہمیں حدیث ملتی ہے جس میں ہمیں کیا پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا "اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے، گھنگریالے بالوں والے تھے وہ ایک اونٹ پر سوار تھے جس کی نکیل کھجور کے پتوں کی تھی گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ لبیک پکارتے ہوئے وادی سے اتر رہے ہیں"۔ اس کا مطلب کیا ہے گویا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک بھی اور ان کا جثہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے لمبے قد کے تھے اور بڑا مضبوط ان کا جثہ تھا اور ان کا جلال، ان کا دبدبہ، ان کے رعب کا اندازہ آپ اس سے بھی کریں کہ ایک **حدیث** کا

مفہوم ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا۔ جب ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں تھپڑ دے مارا (کیونکہ وہ انسان کی صورت میں آئے تھے) ملک الموت ' اللہ رب العزت کی بارگاہ میں واپس ہوئے اور عرض کیا کہ تو نے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت کے لئے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوبارہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھیں، ان کے ہاتھ میں جتنے بال اس کے آ جائیں ان میں سے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر انہیں دی جائے گی (ملک الموت دوبارہ آئے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سنایا) حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے: اے رب! پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر موت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر ابھی کیوں نہ آ جائے۔ سمجھ آیا پہلے تھپڑ مارا پھر پتہ چلا کہ ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اتنے سال عمر کے مل جائیں گے پوچھا پھر اختتام کیا ہے موت تو کہا پھر ابھی قبول ہے لیکن ان کا رعب و دبدبہ دیکھیں فرشتے کو بھی اپنے پاس سے بھجوا دیا تو گویا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دبدبہ، مارا مکا تھا وہ آدمی مر گیا عام طور پر مکا مارنے سے کوئی مرتا نہیں ہے لیکن بہرحال کیا بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے قوی تھے دوسری صفت کیا تھی ان کی **الامین** امانت دار اور امانت اور دیانت کا جہاں تک تعلق ہے وہ انسان کو تجربے سے ہی پتہ چلتا ہے جیسے اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کو امین اور صادق کے نام سے یاد کرتے تھے تو اسی طرح جو حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں ان کو اندازہ ہوا کہ آپ بڑے امانت دار بھی ہیں کیسے کہ آپ نے پانی پلایا لیکن لڑکیوں کی طرف رخ بھی نہیں کیا، بے نیازی، پلٹ کر بھی نہیں دیکھا آپ کی پاکیزہ نگاہ پھر اسی طرح مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی آپ کو جب بلانے کیلئے گئی تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے چل رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلانے والی لڑکی کو (کہتے ہیں کہ وہ آگے آگے چل رہی تھی اور آپ پیچھے چل رہے تھے) کہا کہ تُو پیچھے چل میں آگے آگے چلتا ہوں تاکہ میری نگاہ تیرے اوپر نہ پڑے بلکہ کیا ہے کہ تُو مجھے پیچھے سے بتا کہ مجھے کہاں جانا ہے یعنی راستے کا تعین پیچھے رہ کر تو کر گویا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی امانتدار تھے اور بہت ہی اچھا آپ کا کردار تھا تو لڑکی کو کیسے پتہ چلا کہ آپ قوی ہیں پتھر اُٹھا کر پانی پلانے کی قدرت، سارے چرواہوں کے درمیان جا کر کھڑے ہوئے لمبے قد کے تھے پانی پلا دیا اور دوسری طرف لڑکی کو پیچھے کر دیا تو یہ جو قوی الامین کی صفت ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کوئی بھی کام اگر کرنا ہے تو ضروری ہے کہ انسان کے اندر قوی اور الامین کی صفت ہونی چاہئے مضبوطی اور یہ مضبوطی کس چیز کی ہوتی ہے قوی ہونا ایمان کی ، جسم کی ،ذہن کی ، کردار کی مضبوطی یعنی ہر طرح کی مضبوطی پائی جانی چاہئے اگر کوئی جسم کا بڑا مضبوط ہو جسمانی طور پر مضبوط اور ایمان ہی نہ ہو یا کمزور ایمان ہو تو خالی یہ مضبوطی نہیں چاہئے جسمانی مضبوطی کے ساتھ ایمان کی مضبوطی بھی چاہئے۔ آپ نے یہ **ٱلْقَوِيُّ ٱلْأَمِينُ** کی صفات پہلے بھی پڑھی ہیں کہاں پڑھیں۔ (سورت النمل آیت 39)میں آپ نے پڑھی تھیں **وَإِنِّى عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ** جنوں میں سے ایک قوی ہیکل جن نے اٹھ کر کیا کہا تھا کہ اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور ایمانتدار ہوں تو میں تخت آپ کے پاس لا کر رکھتا ہوں اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کس کو خلیفہ مقرر کیا ؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ عمر بڑی سخت طبیعت کے ہیں۔(تو کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی نےکہا بہرحال کسی نے بھی کہا ہو)کیونکہ آپ مدینہ کی گلیوں میں چکر لگا رہے تھے لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ بتاؤ کس کو اچھا سمجھتے ہو لوگوں سے، عوام سے، خواص سے ایک ایک

سے اور پھر لوگوں سے رائے لیتے تھے پھر رائے کو جمع کرتے رہے اور اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ نے کیا کہا تھا جب خلیفہ کے لئے آپ کا نام مقرر کیا تھا تو کہا تھا کہ اللہ مجھ سے پوچھے گا کہ تُو اپنے بعد کس کو خلیفہ مقرر کر کے آیاہے تو میں اللہ سے کہوں گا جو روئے زمین پر آسمان کے نیچے زمین کے اوپر اے اللہ سب سے زیادہ تجھ سے ڈرنے والا ہے جو قوی اور امین ہے تو گویا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے قوی مضبوط کو ،طاقتور کو اور امین امانتدار کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کسی بھی ذمہ داری پر جب کسی کو لا کر رکھا جائے تو بہت ضروری ہے کہ اس کے اندر قوی اور اس کے ساتھ امانتداری کی صفت موجود ہو یہ بہت ضروری ہے کہ قوی بھی ہو اور امانتدار بھی ہو اور ہم خود بھی جن امانتوں پر ہیں جن بھی ذمہ داریوں پر ہیں ہمیں اس میں دلیری کے ساتھ ،مضبوطی کے ساتھ کام کرنا چاہئے لیکن حال کیا ہے؟ کیا آپ اور میں واقعی قوی ہونے کا کردار ادا کرتے ہیں؟ آپ پڑھائی میں اور میں پڑھانے میں یا آپ استاد ہیں کوئی اور شاگرد ہے تو کوئی بھی آپ کام کر رہے ہیں **قَوِىٌّ** مضبوطی، دلیری سے، جرأت سے ذہنی بھی علمی بھی ہر طرح سےمضبوط لیکن ہم محنت نہیں کرنا چاہتے ہیں چھٹیوں پر خوش ہوتے ہیں دیر سے آنا عادت بن جاتی ہے یونیفارم مقرر ہے لیکن یونیفارم پڑا ہوا ہے بس استری نہیں ہوا یا پھر چلو سامنے جو دوپٹہ آیا جو حجاب جلباب آیا وہی اوڑھ لیا ہر چیز کا ایک قرینہ ہے، ایک سلیقہ ہے، ایک طریقہ ہے پھر اگر آپ کوئی کام کریں اور حسن اور سلیقے سے کریں تو مشقت تو کرنی پڑے گی محنت تو کرنی پڑے گی آپ میں سے کچھ لوگ برف میں بھی چل کر آتے ہیں آپ میں سے کچھ لوگ برف کے موسم میں دور سے گاڑی چلا کر بھی آتے ہیں تو ماشاللہ قوی ہونے کا ثبوت وہ دیتے ہیں تو مجھے اور آپ کو سب کو اپنا جائزہ لینا چاہئے امتحان موقع پر میں دیتی ہوں۔ کچھ لوگ امتحان دے دیتے ہیں کچھ کہتے ہیں کہ نہیں آج نہیں دینا چاہتے وہ قوی ہونے کا ثبوت نہیں دیتے امانتداری کا حق نہیں ادا کیا انھوں نے آپ کے اوپر اللہ نے ایک ذمہ داری دی ہے آپ طالب علم ہیں تو بہترین طالب علم بنیں اللہ نے آپ کو چن لیا ہے آپ ممتاز ہوئے ہیں تو امتیاز کو برقرار رکھیں اپنے خواص اپنی صلاحیتیں ان کو بڑھائیں محنت کریں مشقت کریں۔ آپ کے اندر جو صلاحیتیں اور صفات وہ ایسے ہی ہیں جیسے ربڑ یا پھر کوئی الاسٹک ہوتی ہے اس کو کھینچتے چلے جائیں تو لمبی ہوتی چلی جاتی ہے تو آپ کے اندر بھی یہ چیز ہے جتنا زیادہ اپنی صلاحیتوں کو بڑھائیں گی آپ کے اندر اتنی ہی صلاحیتیں پروان چڑھتی چلی جائیں گی۔ تو یہ ہے بات بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہ وہی ہو سکتا ہے جومضبوط اور امانتدار ہو امانت میں خیانت کرنے والا نہ ہو

آیت نمبر 27۔ قَالَ إِنِّىٓ أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ٱبْنَتَىَّ هَٰتَيْنِ عَلَىٰٓ أَن تَأْجُرَنِى ثَمَٰنِىَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ

ترجمہ۔ اس کے باپ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہا "میں چاہتا ہوں کہ اپنی اِن دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں بشرطیکہ تم 8 سال تک میرے ہاں ملازمت کرو، اور اگر 10 سال پُورے کر دو تو یہ تمہاری مرضی ہے میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا تم اِن شاءاللہ مجھے نیک آدمی پاؤ گے"

اس کے بعد کس نے کہا؟ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا میں ارادہ رکھتا ہوں میں چاہتا ہوں **أَنْ أُنكِحَكَ** کہ میں نکاح کر دوں **إِحْدَى** ایک کا۔ تو **واحد** مذکر ہوتا ہے تو یہاں یہ **إِحْدَى** ساتھ **"ی"** بھی آرہا ہے تو یہ واحد کا مؤنث ہے **إِحْدَى** ایک **ٱبْنَتَىَّ** اپنی دو میں سے اصل میں یہ **ٱبْنَتَيْنِ +ی** تھا **نون** درمیان میں گر چکا

ہے (اضافت کی وجہ سے) اور "ی" (ی متکلم) یہاں پہ آیا ہے اور "ی" پر شد نظر آرہی ہے **إِحْدَى ٱبْنَتَىَّ** ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح کر دوں **هَٰتَيْنِ** دو میں سے (ھٰ جو ہے کیا ہے یہ حرف تنبیہ ہے اور **تَيْنِ**)۔ تو **هَٰتَيْنِ** یہ اسم اشارہ ہے اور تثنیہ ہے ی نون (**يْنِ**) نے اس کو تثنیہ بنا دیا **هَٰتَيْنِ** ان دو میں سے۔ پہلے دو بیٹیوں کے لئے تثنیہ آیا، **عَلَىٰٓ** اس کے معنی کیا ہیں؟ یعنی ایک شرط ہے، اس شرط پر کہ تو میرے پاس نوکری کر لے **ثَمَٰنِىَ حِجَجٍ** 8 سال **ثَمَٰنِىَ** یہ کتنے کو کہتے ہیں؟ 8 کو تو میرے پاس 8 سال نوکری کرے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ شرط بتائی **فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا**اور اگر تو پورا کر دے **عَشْرًا** 10 سال یہ بھی اسم عدد ہے **عَشْرَ** 10 کو کہتے ہیں تو **فَمِنْ عِندِكَ** بس یہ تیری مرضی ہے، بس یہ تیری طرف سے نیکی ہوگی ، اور میں ارادہ نہیں رکھتا **أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ** کہ میں تجھ پر مشقت ڈالوں یا میں تجھ پر سختی کروں **أَشُقَّ** سختی، سخت چیز کو پھاڑنے کے لئے بھی آتا ہے اور مشقت یعنی کسی سے اس کی طاقت سے زیادہ کام لینا اور میں اچھا انسان ہوں میں ایسا برا نہیں ہوں کہ تمہاری طاقت سے بڑھ کر تم سے کام لوں تو اب حضرت شعیب علیہ السلام ایک طرف پیشکش کر رہے ہیں دوسری طرف شرط لگا رہے ہیں اور تیسری طرف اپنا تعارف کروا رہے ہیں **وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ** اور ساتھ ہی ایک وعدہ بھی کر رہے ہیں **سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ** کہ عنقریب تم پاؤگے مجھ کو، اگر اللہ نے چاہا یعنی اللہ تعالی کی مرضی کے ساتھ اس کو باندھ دیتے ہیں کہ اگر اللہ نے چاہا، اللہ کی مشیت ہوئی تو تم مجھے نیک آدمیوں میں سے پاؤگے تو میں کوئی ایسا ویسا نہیں ہوں بلکہ کیا ہوں کہ **إِن شَآءَ ٱللَّهُ** اللہ نے چاہا تو میرا معاملہ تمہارے ساتھ بڑا نیکی کا ہوگا تو اب آپ دیکھیں **وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ** مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شعیب علیہ السلام نے غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے یہ نہیں ہے کہ بس ایک معاہدہ رکھا ہے اور فوراً مجبور کیا ہے کہ دباؤ میں آ کر فیصلہ کر دے **وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ** کہا میں تم پر کوئی زبردستی نہیں کر رہا، کوئی تمہاری طاقت سے بڑھ کر کام نہیں لینا چاہ رہا میں چاہتا ہوں کہ ایک لڑکی کا نکاح تم سے کر دوں شرط یہ ہے کہ آٹھ یا دس سال تم میرے پاس نوکری کرو آٹھ سال کرو ٹھیک ہے اور اگر دس سال کر لو تمہاری مرضی ہے یہ زیادہ اچھا ہے لیکن کوئی زبردستی نہیں ہے سوچ لو اس بات پر کیا تم یہ چاہتے ہو اور انشاءاللہ تم مجھے صالحین میں سے پاؤگے تو یہاں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ایک باپ ہے اور بیٹی کا رشتہ کرنے کے لئے لڑکے سے بات کر رہا ہے ہمارے ہاں یہ بھی ایک رواج ہے کہ لڑکی والے اچھا لڑکا نظر بھی آتا ہے رشتہ داروں میں، معاشرے میں لیکن لڑکی والے پیغام نہیں بھیجتے اور بھیجنا عیب سمجھا جاتا ہے لیکن یہ غلط نہیں ہے کہ اگر لڑکی والوں کو کوئی لڑکا اچھا نیک نظر آتا ہے تو اگر وہ پیغام بھیجیں تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے، کوئی گناہ کی بات نہیں ہے ایک تو یہ بات پتہ چلتی ہے اور آپ دیکھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کا نکاح خود کرنے کی پیشکش کی تھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے لیکن یہ دونوں خاموش رہے کیوں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس ایک راز تھا رسول اللہ ﷺ نے خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ خود شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو پہل کی تھی بیٹی ہے یا بہن ہے جو بھی ہے کہ اس کا رشتہ کرنا چاہتے تھے تو کیا بات پتہ چلی کہ ماں باپ بیٹی کا رشتہ کر سکتے ہیں دوسری بات جو اس واقعے سے پتہ چلتی ہے وہ یہ ہے کہ داماد سسرال میں رہ سکتا ہے یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے ویسے تو بیٹیاں بیاہ کر جاتی ہیں سسرال میں لیکن ضرورت پڑنے پر بیٹا بھی یعنی جو داماد بن رہا ہے وہ بھی سسرال میں آ کر رہ سکتا ہے اگر کسی کا کوئی بیٹا ہی نہیں ہے جیسے پتہ چل رہا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا بیٹاتھا ہی نہیں تبھی تو بیٹیاں پانی پلا رہی ہیں باہر جا کر باپ بوڑھا ہے تو ضرورت کے مطابق حالات کے مطابق ایسا بھی ہو سکتا ہے یہ کوئی طعنے کی بات

نہیں ہے جیسے ہمارے ہاں معاشرے میں طعنہ دیا جاتا ہے یہ عیب کی بات نہیں ہے اور تیسری بات یہ پتہ چلتی ہے کہ بے شک داماد بنایا جا رہا ہے لیکن کچھ شرائط طے کر لی ہیں تو کیا پتہ چلتا ہے کہ اگر گھر میں داماد کو رکھا جا رہا ہے تو کچھ باتیں طے کر لینی چاہیں (معاہدہ) اس کا یہ نہیں مطلب ہے کہ ضرور کوئی لکھت پڑھت ہو لیکن آپس میں کوئی قول وقرار، کوئی بات چیت اب اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ساری زندگی داماد وہاں پہ رہے گا ضرورت کے مطابق اور ہمارے ہاں تو بہت سے رشتے اس لئے نہیں ہوتے کہ شادی کر رہے ہیں لڑکی کی اور پھر والدین یہ شرط لگا جاتے ہیں کہ شادی کرنے کے بعد تم کبھی اس کو یہاں سے لے کے نہیں جا سکتے لڑکی کہیں اور نہیں جا سکتی کسی اور ملک میں یا شہر کو چھوڑ نہیں سکتی بعض اوقات اس وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے اور رشتے نہیں ہوتے یا ایسے بھی حالات امریکہ میں دیکھے یہاں پہ بھی دیکھے تو پہلے سے والدین یہ شرط لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے رشتے ہوتے ہی نہیں ہیں تو کیا کرنا چاہئے کہ شرائط سے رشتوں کو مشروط نہیں کر دینا چاہئے اللہ توکل ، اللہ کے بھروسے پر شادیاں اور نکاح کرنے چاہیں ہاں ضرورت کے مطابق کچھ باتیں طے بھی کی جا سکتی ہیں لیکن وہ اس طرح سے حرف آخر نہ ہو جائیں کہ ساری زندگی اب آپ دیکھیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام بوڑھے بھی تھے ضرورت مند بھی تھے پر یہ نہیں کہا کہ ساری زندگی رہو گئے 8 سال 10 سال کچھ مدت کی بات کی ہے اور ساتھ یہ بھی مقصد نہیں تھا کہ داماد کو کھا جانا تھا یہ بھی بعض اوقات بعض لوگوں کا مقصد ہوتا ہے کہ بس کھا جانا مراد ہوتا ہے لیکن بہرحال کوئی دنیا مقصود نہیں ہونی چاہئے نیک نیتی کے ساتھ اخلاص کے ساتھ ایسی پیشکش کی جا سکتی ہے اور مقصد کیا ہونا چاہئے کہ نیکی **إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ (ص ل ح)** نیکی کے لئے آتا ہے بہترین نیک آدمی پاؤگے یہاں ایک بات میں اور کہتی چلوں کہ یہ جو مزدوری تھی **أَن تَأۡجُرَنِى** مزدوری کیا کرنی تھی؟ نوکری جو مل رہی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ کیا تھی؟ بکریوں کو چرانا بکریوں کو پانی پلانا یہ مزدوری ان کو مل رہی تھی یہ نوکری مل رہی تھی

آیت نمبر 28۔ قَالَ ذَٰلِكَ بَيۡنِى وَبَيۡنَكَ أَيَّمَا ٱلۡأَجَلَيۡنِ قَضَيۡتُ فَلَا عُدۡوَٰنَ عَلَىَّ وَٱللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ
ترجمہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا "یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پُوری کر دوں اُس کے بعد پھر کوئی زیادتی مجھ پر نہ ہو، اور جو کچھ قول قرار ہم کر رہے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں **قَالَ ذَٰلِكَ بَيۡنِى وَبَيۡنَكَ** یہ بات میرے اور تمہارے درمیان طے ہو گئی حضرت شعیب علیہ السلام کے درمیان اور حضرت موسیٰ علیہ سلام کے درمیان یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کون تھے؟ایک رائے تو یہ ہے کہ مفسرین کی اکثریت نے اس سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کو لیا ہے جو اہل مدین کی طرف بھیجے گئے تھے لیکن ایک رائے یہ ہے کہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام وہ حضرت شعیب علیہ السلام نہیں تھے کیوں ؟ مفسرین کہتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام کا زمانۂ نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے کا ہے اس لئے یہاں پہ حضرت شعیب علیہ السلام سے مراد ان کا کوئی برادر زادہ ہے یا قوم شعیب کا کوئی اور شخص ہے بہرحال اللہ تعالیٰ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں وہ جو کوئی بھی تھے وہ تھے نیک اور نیکی کا پتہ کیسے چلتا ہے کہ جب بیٹیوں نے جا کر باپ کو بتایا کہ ایک اجنبی نے، ایک مسافر نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ چکا دیا جائے یا پھر یہ کہ ان کی محنت کی مزدوری ادا کر دی جائے اب اس کے بعد کیا بات ہو گئی۔ حضرت موسیٰ

علیہ السلام کہتے ہیں کہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی **أَيَّمَا ٱلْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَٰنَ عَلَيَّ** اب وہ کیا کہتے ہیں کہ **أَيَّمَا ٱلْأَجَلَيْنِ** کہ جو بھی مدت میں پوری کر دوں **ٱلْأَجَلَيْنِ** دو مدتیں ہیں، دو مدتیں کون سی ہیں؟ ایک ہے 8 سال اور دوسری ہے 10 سال کہتے ہیں کہ ان دو مدتوں میں سے **أَيَّ** کیا ہے؟ **أَيَّ** شرطیہ ہوتا ہے بعض اوقات اس میں "**مَا**" زائدہ ہوتی ہے اور بعض اوقات یہ" **مَا**" کو نکرہ بھی بنا دیتا ہے بہرحال کوئی بھی ،جو بھی میں مدت پوری کر دوں **قَضَيْتُ** پورا کر دوں **فَلَا عُدْوَٰنَ عَلَيَّ** اس کے بعد پھر کوئی زیادتی **عَلَيَّ** مجھ پر نہ ہو اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ پھر یہ نہ ہو کہ مزید مطالبہ کیا جائے کہ اب جانا ہی نہیں ہے، میرے پاس ہی رہنا ہے تو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ بات کہتے ہیں اور پھر آخر کیا ہوتا ہے؟ **وَٱللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ** کہ جو کچھ بھی ہم کہہ رہے ہیں **نَقُولُ** یہاں پر عہد و پیمان کے معنی میں ہے۔ ویسے یہ عام لفظ ہے **قَالَ يَقُولُوا نَقُولُ** ہم کہہ رہے ہیں تو اصل میں آپس میں ان کے درمیان ایک معاہدہ ہو رہا تھا ایک عہد و پیمان ہو رہا تھا تو **نَقُولُ** کہ ہم جو عہد و پیمان، قول و قرار کر رہے ہیں اللّٰہ کو اس پر ہم نے وکیل بنا لیا اچھا یہاں پر یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ جیسے حضرت حسن بن علی بن طالب رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 8 کی بجائے 10 سال کی مدت پوری کی تھی ایک دفعہ آپس میں لوگ بات کر رہے تھے کہ پتہ نہیں 8 سال پورے کیے یا 10 سال تو رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے وہ مدت پوری کی جو زیادہ کامل اور ان کے خسر کے لئے زیادہ خوشگوار تھی یعنی 10 سال تو آپ نے دس سال کی مدت پوری کی۔ یہاں پہ ایک اور بات بہت اہم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی **رَبِّ إِنِّى لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ** کہ مجھے خیر دے دے تو اب آپ دیکھیں کہ خیر میں کیا ملا نمبر 1۔ گھر ،نمبر 2۔ بیوی، نمبر 3۔ نوکری اور کھانا اور اتنا نیک خاندان آپ کو مل گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللّٰہ سے تعلق دیکھیں قدم قدم پر اللّٰہ کی طرف رجوع دیکھیں میں تو جب سے یہ پڑھ رہی ہوں ہر دفعہ جب پڑھتی ہوں تو ایک نئی بات سامنے آتی ہے اور اس کا اتنا سرور ہے کہ قدم قدم پر آزمائش ہے اور عام لوگوں سے ہٹ کر سخت آزمائش اور بہترین انداز میں وہ اللّٰہ کو اپنا وکیل بنا لیتے ہیں سارے معاملات اللّٰہ کے سپرد کر دیئے کسی اور سے نہیں کہا پھراللّٰہ اتنا دیتا ہے اور چھپر پھاڑ کر دیتا ہے اور فوراً جلدی۔ میں کئی ایسی بہنوں کو جانتی ہوں جن کی بیٹیوں کا رشتہ نہیں ہو رہا تھا میں نے کہا آپ یہ دعا پڑھیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مانگی تھی ان کا رشتہ ہو گیا تھا خود اپنا نکاح وہ کہتی ہیں کہ ہم نے مانگی اور کچھ عرصے میں ہماری بیٹیوں کی شادی ہوگئی اور میں کئی ایسی بہنوں کو جانتی ہوں جن کے بیٹوں کے پاس نوکری نہیں تھی شوہر کے پاس نوکری نہیں تھی ان کو بھی بتایا اور وہ کہتی ہیں کہ یہ دعا مانگی اور اللّٰہ تعالی نے ہماری دعا قبول کی حتیٰ کہ بحرین میں ایک عورت تھی اکیلا ان کا بیٹا بحرین سے یہاں کینیڈا آیا اور کوئی جاننے والا نہیں تھا اور وہ کہتا ہے کہ آتے ہی مجھے یہاں پر بہت اچھی نوکری مل گئی اور آپ کو پتہ ہے کہ یہ کئی سال پہلے کی بات ہے اور اب بھی یہاں پر نوکری کے لئے کتنے مسائل ہیں تو اصل بات ہے کہ دعا جب مانگیں یقین کے ساتھ پورے اعتماد کے ساتھ اپنا مقدمہ اللّٰہ کے سپرد کر دیں اس کو وکیل بنا لیں اچھا ایک اور بات کہ ان کو جو نوکری ملی وہ بکریاں چرانے کی کیوں ملی؟ کوئی افسری وغیرہ کیوں نہیں ملی؟ اس لئے کہ یہ بات بڑی اہم ہے کہ اللّٰہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بڑا اہم کام لینا تھا اور بخاری کی یہ **حدیث** بھی آپ یاد رکھیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا اللّٰہ نے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللّٰہ ﷺ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں نے بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط(یہ ایک سکہ ہے) کی مزدوری پر چرائی ہیں اور پنجابی میں ایک بڑا مشہور

محاورہ ہے "چڑیاں، کڑیاں ،بکریاں تینوں ذاتاں اتھریاں "۔ کڑیاں لڑکیوں کو کہتے ہیں اور تیسری ذات کونسی ہے بکریاں تینوں ذاتاں اتھریاں یعنی ان کو سنبھالنا بڑا مشکل ہے اچھا پھر اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جیسے ہر پیغمبر چرواہا بنا اور اس نے بکریاں چرائیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے بھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہ نوکری ملی تو کیوں اس لئے کہ اللہ تعالی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر کے محل سے نکال کر ،شہزادگی کی زندگی سے نکال کر، شہری زندگی سے نکال کر دیہی علاقے میں لائے اور شہزادگی کے جو ناز و نخرے اور نعم اور عیش و عشرت تھے اس کے بجائے ان کو سادہ زندگی میں لے آئے مثلا آپ دیکھیں کہ چرواہا کون ہوتا ہے چرواہا ذمہ دار ہوتا ہے وہ کن کا ذمہ دار ہوتا ہے ؟بکریوں کا جیسے رسول اللہ ﷺ کی ایک **حدیث** کا مفہوم ہے کہ " تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا" جیسے بکریاں چرانے والا جو چرواہا ہے اس کی رعایا اس کی بکریاں ہوتی ہیں تو ہر شخص ذمہ دار ہیں اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا اسی طرح استاد سے شاگردوں کے بارے میں، والدین سے اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کا حق کیسے ادا کیا کتنا ادا کیا۔ تو چرواہا کون ہوتا ہے کس چیز کا ذمہ دار ہوتا ہے؟ اس کے مالک نے اس کو بکریوں کا جو ریوڑ دیا ہوتا ہے وہ خیال رکھتا ہے کہ بکریاں پوری ہیں اور کوئی بکری ضائع تو نہیں ہو گئی ادھر اُدھر تو نہیں چلی گئی تو پورا حساب کتاب اس کو دینا ہوتا ہے اور یہ رواج بھی تھا کہ بکریاں چرواہے کے سپرد کر دی جاتی تھیں اس کے بعد وہ چلا جاتا تھا ریوڑ کو لے کر اور پھر بکریاں اور بکریوں کو جنم بھی دے رہی ہیں، بکریوں کے بچے پیدا بھی ہو رہے ہیں وہ دودھ بھی پلا رہی ہیں ان کو چارہ بھی کھلانا سارے کام اور وہ اپنے مالک کے آگے جوابدہ ہوتا تھا اسی طرح پیغمبر بھی اللہ کے سامنے جوابدہ ہیں اور پیغمبروں کی رعایا کون ہے؟ انسان ،توان کے پاس انسانوں کا گلہ، ریوڑ رہا دوسری بات کہ چرواہے کے اندر صبر بڑا ہوتا ہے کیسے ؟وہ بکریوں کو مجبور نہیں کر سکتا ہر روز صبح جاتا ہے ریوڑ کو لے کر اور ہر شام ان کو واپس لاتا ہے اور وہ بکریوں کو مجبور نہیں کر سکتا بکریاں اپنی مرضی کرتی ہیں وہ لے جانا کدھر کو چاہتا ہے وہ پوری کی پوری بھیڑ بن کر کہیں اور کو جانا چاہتی ہیں اور آپ دیکھیں روز انہی بکریوں کو لے کر جاتا ہے تنگ نہیں پڑتا آوازیں دیتا رہتا ہے وہ سنتی نہیں بھیڑ چال (بکریوں کی چال) وہ ایک طرف چلی جاتی ہیں تو پیغمبر کا بھی کیا کام ہوتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام نے کتنا عرصہ لوگوں کو سکھایا، بتایا، دعوت دی اور لوگوں نے جھٹلایا جیسے بکریاں جھٹلاتی ہیں کہنا مانتی نہیں ہیں۔ تو چرواہا بنا کر پیغمبروں کو صبر کی تربیت دی یہ ویسے نہیں مل سکتی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محل کے اندر رہ کر نہیں مل سکتی تھی اللہ نے ان سے بڑا کام لینا تھا پھر تیسری بات یہ کہ حفاظت اب آپ دیکھیں کہ چرواہا حفاظت کرتا ہے کون سی چیزوں سے حفاظت کرتا ہے؟ بکریوں کے معلوم اور نامعلوم خطرات سے کہ کہیں سے کوئی بھیڑیا نہ آجائے، کوئی درندہ، کوئی وحشی جانور، بیماری ہر چیز سے ان کی حفاظت کرتا ہے کہ کہیں بکریوں کو نقصان نہ ہو جائے پھر اسی طرح چرواہا وہ کر سکتا ہے جو دوسرے نہیں کر سکتے بڑا انتھک ہوتا ہے " **من جدَّ وجد** " جس نے محنت کی اور اس نے پا لیا۔ چرواہا بہت محنت کش ہوتا ہے انتہائی جدوجہد کرتا ہے کیسے؟ مطلب آپ دیکھیں کہ بکریاں اس کے پاس مختلف عمروں کی ہوتی ہیں بہت چھوٹی بھی، بہت بڑی بھی، بیمار بھی جوان بھی، صحت مند بھی، تیزی سے چلنے والی بھی، بھاگنے والی بھی اور نہ چلنے والی بھی تو اب چرواہا کیا کرتا ہے ہر طرح کی بکریوں کو لے کر وہ چلتا ہے یہ نہیں ہے کہ جو بوڑھی ہیں انکو چھوڑ دے چھوٹوں کو چھوڑ دے حاملہ بھی ہوتی ہیں ساتھ میں اور جب وہ چرانے کے لئے نکلتا ہے گھاس نہیں ہوتی ڈھونڈتا ہے گھاس کو ،چلتا ہے چلتا ہے ان جگہوں پہ لے کر

جاتا ہے جہاں پہ بکریوں کو گھاس مل جائے اور بکریاں تو منہ اٹھائے چلتی چلی جاتی ہیں لیکن وہ ان کو روک کر لے کر جاتا ہے اور اس کے علاوہ چرواہے کے اندر کیا ہوتا ہے کہ اتنی سخت محنت کی اس کو عادت ہوتی ہے کہ موسم اچھے ہونے کا وہ انتظار نہیں کرتا جیسے آپ پہلے ہی بتا دیتی ہیں کہ ہم نے دیکھ لیا باجی کہ پرسوں برفباری ہو گی جمعہ کو برف آئے گی اور پھر بھاری طوفان ہے اور پھر اتوار کو بھی ہے تو پھر باجی اب کلاس کا کیا کرنا ہے اور مشکل ہے جو پیپر آپ نے دیا ہے کہ ہم جمعہ کو دے سکیں۔ آپ پہلے بتا دیتی ہیں یہ بات۔ آپ سوچتے ہیں چلو اچھا ہے ہفتے کا اختتام بھی مل جائے گا لیکن چرواہا کیا کرتا ہے ہر موسم میں بکریاں چراتا ہے برفباری کا موسم ہو، آندھی ہو، سردی ہو، گرمی ہو بارش ہے وہ اپنا کام کرنا نہیں چھوڑتا۔ بکریاں بھوکی رہیں گی کیا کرے گا بس اس کو تو اپنا کام کرنا ہے آپ سوچیں ہر طرح کے موسم کو برداشت کرتا ہے کتنی زیادہ اس کے اندر مشقت پائی جاتی ہے پھر نمبر پانچ اس کے اندر سادگی بڑی پائی جاتی ہے بس اس کی زندگی کا کیا کام ہے اس کے زندگی کا مقصد کیا ہے کھانا پینا اور اپنی بکریوں کی حفاظت کرنا جو مل گیا وہ کھا لیتا ہے جو مل گیا وہ پی لیتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا چھوٹی بات جو بہت عام ہے وہ فطرت کے بڑے قریب ہوتا ہے فطرت کا مشاہدہ کرتا ہے دن رات ،کائنات میں غور و فکر کرنا، تدبر کرنا ،مشاہدہ کرنا **سِيرُوا فِي الْأَرْضِ** اور انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف کیوں نہیں دیکھا تو اللہ کی تخلیق کے ذریعے وہ اللہ کے بڑا قریب ہوتا ہے اللہ کا قرب اس کے پاس ہوتا ہے تو اب آپ دیکھ لیجیے کہ ہر پیغمبر نے جو بکریاں چرائیں تو ایسے ہی نہیں بلکہ بکریوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ پیغمبر کی تربیت کرنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے جو کام لینا چاہتا تھا بکریوں کو چروا کر پہلے ان کی تربیت کرا لی کیونکہ پیغمبر انسانوں کے ریوڑ کو لے کے چلتا ہے، انسانوں کے ریوڑ میں ایسے بھی ہیں جو بکریوں کی چال چلنے والے، نہ سننے والے،ایک طرف کو بھاگنے والے ہیں بھیڑیا سے حفاظت کرنی ہے اور انسانوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔ اچھا بکریاں ہی کیوں چرائیں؟ پیغمبروں نے اونٹ کیوں نہیں چرائے کبھی آپ نے سوچا یہ بات گائے کیوں نہیں چرائیں ایک بات یاد رکھیں بکریاں کمزور ہوتی ہیں اونٹ اور گائے کی نسبت بھیڑ کی نسبت بھی نمبر ایک بکریاں کمزور ہوتی ہیں اور ان کی حفاظت زیادہ کرنی پڑتی ہے جلدی بیمار ہوتی ہیں جلدی بھیڑیا ان کو شکار کر لیتا ہے جونہی یہ ایک طرف ہوئیں اکیلی ہوئیں کوئی درندہ کوئی شکاری یا کوئی بھی بھیڑیا وغیرہ ان کو پکڑ لیتا ہے آ کر تو اسی طرح انسان بھی کمزور ہوتے ہیں انسان ضعیف ہے کمزور ہے تو شیطان انسان کا شکار کر لیتا ہے دوسری بات بکریاں رحمدل ہوتی ہیں اور آپ ان سے زیادہ سخت نہیں ہو سکتے تو اس کا کیا مطلب ہے جب بکریاں رحمدل ہیں تو انبیاء نے جب بکریوں کو چرایا تو ان کے اندر بھی رحم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا رحمت للعالمین تاکہ انبیاء اپنے لوگوں کے ساتھ انسانوں کے ساتھ رحمدلی کا معاملہ کریں سختی نہ کریں سمجھ آئی بات کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک گائے ذبح کرنے کے لئے کہا تھا جو اللہ کا حکم تھا **اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً** (67۔ سورت البقرہ) اور وہ کہتے تھے کہ اے موسیٰ کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے، کیا تو جاہلوں میں سے ہے اِس طرح کی باتیں پھر اس کے بعد بکریوں کے ریوڑ کو سنبھالنا باقی ریوڑوں سے زیادہ مشکل ہے تو اللہ تعالی نے پیغمبروں سے جو کام لیا تو اس کی بھی ایک خاص حکمت تھی، ایک خاص مصلحت تھی تو آزمائشوں میں اللہ نے ایسے ہی نہیں ڈالا **وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا** (40۔ سورت طٰہٰ) تو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اور محمد ﷺ کو بھی خوب آزمایا تو اصل بات کیا ہے پھر وہی بات آیت نمبر 25 سورت القصص **نَجَوْتَ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ** کہ اب تم ظالموں کی قوم سے، شہری علاقے سے نکل کر دیہی علاقے میں آگئے ہو، شہزادگی کی زندگی سے نکل کر اب آپ میرے پاس آگئے ہیں اب آپ بکریاں چرائیں گے اور پھر صحبتِ صالح میں رہ کر ان کی اور تربیت ہونی تھی